نجات، اصلاحِ معاشرہ اور کامیابی کی بہترین تدبیریں

تدبیرِ فلاح و نجات و اصلاح

۱۳۳۱ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

(نجات، اصلاحِ معاشرہ اور کامیابی کی بہترین تدبیریں) ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۵: از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۶۵ مسئولہ جناب حاجی منشی لعل خان صاحب
۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی و مولائی دام ظلکم العالی، تمنائے قدمبوسی کے بعد مؤدبانہ گزارش، المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں، ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہو؟

الجواب

بملاحظہ مکرمی حامیِ سنّت ماحیِ بدعت برادرِ طریقت حاجی لعل خان صاحب دام مجدہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، المؤید کے چھ پرچے آئے انھیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو مگر اس کے برعکس اس میں رنج وملال کی خبریں تھیں، بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت اُن کی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی،

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم[1] — بیشک اللہ تعالٰی کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وُہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔

اللہ الکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے، اصلاحِ قلوب واحوال فرمائے، خطاؤں سے درگزر کرے، غیب سے اپنی مدد اتارے، اسلام ومسلمین کو غلبۂ قاہرہ دے، آمین الٰہ الحق آمین، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر بے دلی نہ چاہئے،

لا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون[2] — اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ (ت)

اللہ واحد قہار غالب علٰی کل غالب اس دین کا حافظ وناصر ہے،

وکان حقا علینا نصر المؤمنین[3]○ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین[4]○ — اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا، تمھیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (ت)

حضور سیدنا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علٰی ذٰلک غالبا[5] — میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، ان کی مخالفت اور رسوائی کرنے والا ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا حتی کہ وہ گروہ اس کا حکم آنے تک اس پر غالب رہے گا۔ (ت)

یہاں امر اللہ وُہ وعدۂ صادقہ ہے جس میں سلطانِ اسلام شہید ہوں گے اور رُوئے زمین پر اسلامی

---

[1] القرآن الکریم ۱۳/۱۱

[2] 〃 ۱۲/۸۷

[3] 〃 ۳۰/۴۷

[4] 〃 ۳/۱۳۹

[5] صحیح البخاری کتاب المناقب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۱۴
صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم لا تزال امتی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۴۳
سنن ابوداود کتاب الفتن آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۸

سلطنت کا نام نہ رہے گا، تمام دُنیا میں نصارٰی کی سلطنت ہوگی، اگر معاذ اللہ وُہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں، شُدنی ہو کر رہے گی، مگر وُہ چند ہی روز کے واسطے ہے، اس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا، پھر سیدنا رُوح اللہ علیہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نزولِ اجلال فرمائیں گے اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا، تمام رُوئے زمین پر ملّت ایک ملّتِ اسلام ہوگی اور مذہب ایک مذہب اہلسنّت۔ غیب کا علم اللہ عزّوجل کو ہے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی اِن شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرتِ الٰہیہ نزول فرمائے گی اور کفّار ملاعنہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچیں گے، بہرحال بندگی بیچارگی دُعا کے سوا کیا چارہ ہے، وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالتِ زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اتارے یعنی جھٹکے جو پہنچ گئے ہیں انھیں پر زلزلوا زلزالا شدیدًا[۱] (خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ ت) کو ختم فرمادے اور الا ان نصر اللّٰہ قریب[۲] (سُن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔ ت) کی بشارت سنادے حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۔

آپ پُوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہُوں، اللہ عزّوجل نے تو مسلمانوں کے جان و مال جنّت کے عوض خریدے ہیں،

ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ[۳]	بیشک اللہ نے مسلمانوں کے جان اور مال خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنّت ہے (ت)

مگر ہم ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور دشمن کے خواستگار، ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس دُور جائیں اور میدانِ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں، اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے ہیں وہی رنگ، وہی تھیٹر وہی امنگ، وہی تماشے وہی بازیاں، وہی غفلتیں وہی فضول خرچیاں، ایک بات کی بھی کمی نہیں۔ ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار دیئے ایک عورت نے ایک چین وچنان جرگہ کو پچاس ہزار دیئے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دیئے اور یونیورسٹی کے لئے تو تیس لاکھ سے زائد جمع ہوگیا، ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لئے چھبیس ہزار کا چندہ ہُوا، بمبئی میں ایک کم دیجہ

---

[۱] القرآن الکریم ۱۱/۳۳
[۲] " ۲/۲۱۴
[۳] " ۹/۱۱۱

کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس[۲۶] ہزار روپے کو خریدی فقط اس لئے کہ اُس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی، جسے میں بھی دیکھ آیا ہُوں، اور مظلوم اسلام کی مدد کے لئے جو کچھ جوش دکھائے جارہے ہیں آسمان سے بھی اُونچے ہیں، اور جو اصلی کارروائی ہورہی ہے زمین کی تہ میں ہے پھر کس بات کی امید کی جائے، بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو، میں اسے پسند نہیں کرتا، نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ہُوں، اوّل تو یہ بھی کہنے ہی کے الفاظ ہیں نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے، اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہوں گے جن کی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں، یہ تو سارا یورپ ہے پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہُوا تھا اُس پر کتنوں نے عمل کیا اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا، اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وُہ سو ترکیبوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں، لہٰذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی، بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں، ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہیے تھا کہ:

اوّلاً باستثناء اُن معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہُوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔

ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا، اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ و امریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لئے بنک کھولتے، سُود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے، مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتبِ فقہ میں مفصّل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفاہم میں چھپ چکا ہے، اُن جائز طریقوں پر بھی نفع لیتے کہ اُنھیں بھی فائدہ پہنچتا اور اُن کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہُوئی چلی جاتی ہیں اُن سے بھی محفوظ رہتے، اگر بنیوں کی جائداد ہی لی جاتی مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے تنگے۔

رابعاً سب سے زیادہ اہم سب کی جان، سب کی اصلِ اعظم وُہ دینِ متین تھا جس کی رسّی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو اُن مدارجِ عالیہ پر پہنچایا، چار دانگِ عالم میں اُن کی ہیبت کا سکّہ بٹھایا، نانِ شبینہ کے محتاجوں کو

بلند تاجوں کا مالک بنایا، اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو کنویں چاہِ ذلّت میں گرایا فانّا للہ وانّا الیہ راجعون، ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

دینِ متین علمِ دین کے دامن سے وابستہ ہے، علمِ دین سیکھنا پھر اس پر عمل کرنا اپنی دونوں جہان کی زندگی چاہتے وُہ انھیں بتادیا، اندھو! جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزّل ہے، جسے عزّت جانتے ہو اشد ذلّت ہے، مسلمان اگر یہ چار باتیں اختیار کرلیں تو اِن شاء اللہ العزیز آج ان کی حالت سنبھل جاتی ہے، آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمائے کہ سوال وجواب سے حاصل کیا جب کوئی اس پر عمل کرنے والا نہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو:

اوّل پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں، اور کچہری جاکر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں، کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں، فھل انتم منتھون[1] (تو کیا تم باز آئے۔ ت)

دوم کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت وتجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلّت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر وعزّت۔ اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے، اہلِ یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خرید لیں گے، اُدھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونّی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا بلکہ خراب۔ ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں۔ ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں، کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو فھل انتم منتھون[2] (تو کیا تم باز آئے۔ ت)

سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اُڑادیں وہ ناموری ہے ریاست ہے اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار، اور جنھوں نے بنیوں سے سیکھ کرلین دین شروع کیا وُہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیا کام، اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے، نہ انھیں مرنا ہے نہ اللہ وحدہٗ قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا

---

[1] و [2] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

10/10

حساب دینا، انّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔ پھر سُود بھی لیں تو بُنیا اگر بارہ آنے مانگے یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہ ہوں، ناچار حاجتمند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائدادیں اُن کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔

چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹرپاس کو رزّاقِ مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وُہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے، اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلیم کا زمانہ ہے یوں گنوائی، اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لیٹے چلے جاتے ہیں، اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں، پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتا نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلّت کی اور رفتہ رفتہ دنیوی عزت کی بھی پائی تو وہ کہ عندالشرع ہزار ذلّت، کہئے پھر علمِ دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا کون سا وقت آئے گا، لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بیہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں۔ بالغرض غلط اگر یہ ترقی بھی ہُوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہُوئی، کیا تم علمِ دین کی برکتیں ترک کروگے، فھل انتم منتھون[1] (تو کیا تم باز آئے۔ ت)

یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں، مرض کا علاج جاننا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے، اس نے تمھیں ذلیل کردیا، اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا، اِس نے اِس نے اِس نے جو کچھ کیا وہ اِس نے، اور آنکھوں کے اندھے اب تک اِس اوندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں، "ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تو اسلام کی رسّی گردن سے نکال کر آزاد ہوگئے تم کیوں قُلی بنے ہُوئے ہو"، حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلّت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

اہل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کردیں پھر آپ کی حالت خُوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے، یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا، بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یُوں اِن شاء اللہ تعالٰی سب کرلیں گے، چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہوجائے گا، اُس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی، وہی آیہ کریمہ کہ ابتدائے سخن میں تلاوت ہُوئی ان اللہ لایغیر[2] الآیۃ جس طرح بُرے رویہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانہ ہے یُوں ہی نیک روش کی طرف

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۹۱

[2] " ۱۳/ ۱۱

تبدیلی پر بشارت ہے کہ اپنے کرتب چھوڑو گے تو ہم تمہاری اس ردی حالت کو بدل دیں گے، ذلت کے بدلے عزت دینگے، اے رب ہمارے! ہماری آنکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم آمین!

خیر، یہ مرتبہ تو عمر بھر کا ہے، مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کہیے مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوا بعض غرباء کے امراء و روسا بلکہ دنیا بھر کے والیانِ ملک نے بھی کوئی قابلِ قدر حصہ لیا وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے وہ جو لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پروائی، گویا انھوں نے کچھ سنا ہی نہیں، انھیں جانے دیجئے، وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہیے، کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردیِ اسلام کا دعویٰ ہے، مصارفِ جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اُڑ جاتا ہے، اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر فقیر غریب رئیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنے ایک مہینہ کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینہ کی آمدنی میں بارہ مہینے گزر کر لینا کچھ دشوار نہ ہو، اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں، یونیورسٹی کے لئے غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیئس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے، اور وہ بنی بھی نہیں یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں اسی کو اللہ وحدہٗ قہار کی راہ میں بھیج دیجئے، اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوا لے گی، بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ وہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی اُس وقت جو گت ہوگی اس کا بیان پیش از وقت ہے اور بالفرض تنگ دل اور بخیل ہاتھ پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام و کمال روپے سلطنتِ اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطورِ قرضِ حسن ہی دیجئے، اور زیادہ کیا کہوں، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مُہر دار الافتاء مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

تصحیح کردہ اعجاز الرضوی

از کاظمی مقیم دربار داتا صاحب

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد رضا خان قادری عفی عنہ

الجواب صحیح

فقیر حسین احمد العاشقی النھواری عفی عنہ المولی القوی

اصاب المجیب جزاہ اللہ جزاءً یثیب (مجیب نے جواب درست دیا ہے اللہ تعالٰی مجیب کو جزا و ثواب عطا فرمائے۔ ت)

فقیر مصطفٰے رضا القادری النوری غفرلہ ولوالدیہ

صح الجواب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب (جواب صحیح ہے اور اللہ تعالٰی بہتر جاننے والا ہے۔ ت)

فقیر امجد علی الاعظمی الرضوی عفی عنہ

وانا علٰی ذٰلک من الشاھدین (اور میں اس حوالے کے صحیح ہونے پر گواہ ہوں۔ ت)

فقیر نواب مرزا رضوی بریلوی عفی عنہ المولی القوی